ظہیرالدین محمد بابر اور پختون قبیلہ یوسفزئی

ڈاکٹر حمایت اللہ یعقوبی*

ارشد محمد**

Abstract

Yousafzai is one of the most popular Pakhtun which played a significant role throughout the Afghan history. The tribe rendered great sacrifices for the larger interest of the Pakhtuns. The present article is related with the coming of Babur the founder of the Mughal Indian Empire and his relation with the Yousafzai leaders. Analysis would be made to understand different paradigms of Babur-Yousafzi countdown within the framework of the Mughal-Afghan conflict. It would be explored that how the tribal malaks belonged to Yousafzai co-operated with the Mughals in consolidating their position in Kabul. Moreover, it would also be highlighted that under what circumstances the enmity started between them which afterwards took the shape of a full-fledge confrontation

پاکستان کی تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ یہ خطہ شروع ہی سے بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ بطور خاص اس خطے میں اگر ہم خیبرپختونخوا کی تاریخی پس منظر کا

* ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیقِ تاریخ و ثقافت، قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** لیکچرر، گورنمنٹ ڈگری کالج، زیدہ صوابی، خیبر پختونخوا۔

جائزہ لیں تو اس کا کردار باقی علاقوں اور صوبوں سے بہت کلیدی رہا ہے۔ کیونکہ یہ علاقہ تاریخی اعتبار سے مختلف تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔ اپنی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر تاریخ کے بڑے فاتحین اس علاقے سے گزر کر ہندوستان میں قدم جمانے کے خواب دیکھتے تھے۔ دراوڑوں سے لیکر اریائی، یونانی، برہمن، ترک، منگول، مغل، انگریز، سکھ عروج زوال تک ہر بیرونی حملہ آور نے اس صوبے کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر اس کیلئے مختلف قسم کی پالیسیاں بنائیں تا کہ یہاں کے باشندوں کو مطیع بنایا جائے۔ جنوبی ایشیاء میں مضبوطی سے قدم جمانے کیلئے اس خطے پر دسترس حاصل کرنا بہت ضروری تھا۔ اسی لیے تاریخ کے اکثر ادوار میں اس خطے کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھا لے گئے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے لیکن اگر کسی قوم نے مختلف طریقوں سے یہاں کے پختون باشندگان پر کامیابی حاصل کی ہے تو وہ بھی اس کے وقتی فتح ثابت ہوئی ہے۔ خواہ وہ مغل ہو سکھ ہو یا انگریز حکمران۔

زیر نظر مضمون میں ہماراموضوع پختونوں کے یوسفزئی قبیلہ کے حوالے سے ہیں کہ کس طرح اس قبیلہ نے پندرھویں صدی کے اواخر میں مغل شہزادوں کیساتھ پہلے کابل میں ایک سیاسی اتحاد بنایا اور پھر ان کی بادشاہت کیلئے مشکلات پیدا کی اور کس طرح اس (یوسفزئی) قبیلہ نے پختون قومی وحدت کی بنیاد رکھ دی اور ان کا ہر محاذ پر پرچار کی ہے اور کتنی قربانیاں دی ہیں۔ اس حوالے سے شروع ہی سے اس قبیلہ پر بہت کم تحقیق ہوا اور جو ہوا بھی تو وہ ایک طرفہ ہے۔ جس میں تاریخی حقائق کو بہت حد تک دبایا گیا۔

مغل۔یوسفزئی سیاسی تعلقات

پختونوں میں یوسفزئی قبیلے کی خصوصیت یہ ہے کہ جب بھی اگر کسی پختون قبیلے پر سخت وقت آیا ہے تو اس قوم نے پختون قومی وحدت کی خاطر اس کی ساری خطائیں معاف کرکے اس کی مدد کیلئے لبیک کہا ہے خواہ وہ خٹک قبیلہ ہو یا گگیانی قبیلہ اور اسی بناء پر شروع سے لیکر آخر تک یوسفزئی قبیلہ نے پختونوں کی آزادی اور نظریاتی وحدت کیلئے

تاریخ میں ہمیشہ جدوجہد کیا ہے ۔

چنگیز خان کے چار بیٹے تھے۔ چنگیز نے اپنی زندگی ہی میں ان چاروں کیلئے قبیلے اور ممالک مقرر کر کے چار الگ قومیں بنا دی تھیں اس نے ایک قانون جیسے ترکی میں ''تورہ'' کہتے ہیں وضع کیا تھا تا کہ اس کے بیٹوں کو ہدایت ورہنمائی ملتی رہے۔ ان کے بیٹوں کا نام یہ ہے: (۱)اوکتائی خان (۲) چغتائی خان (۳) جوجی خان (۴)تولی خان۔ چغتائی خان چنگیز خان کا سب سے منجھلا ہوا بیٹا تھا اور اس کے حصے میں ماوراء النہر ترکستان بلخ اور بدخشاں کی حکمرانی آئی۔ امیر تیمور کا جد پنجم قراچارنویاں چنگیز کے حسب الحکم چغتائی خان کاامیرالامراء تھا۔ امیر تیمور کے چار بیٹے تھے۔ جن میں ایک مرزاعمر شیخ حاکم اندجان جو کہ بابر کا باپ تھا۔[۱]

تاریخ مغل

جب بابر نے ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی مشہور جنگ میں ابراہیم لودھی کو شکست دی تو انہوں نے ہندوستان میں مغلوں کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان نے تقریباً ۳۰۰ سال تک ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ بابر ایک چغتائی ترک تھا۔ جو کہ باپ کی طرف سے تیمور لنگ اور ماں کی طرف چنگیز خان سے شجرہ ملتا ہے۔[۲]

یوسفزئیوں کے متعلق بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ پانچویں صدی عیسوی میں مغرب کی طرف سے وسطی ایشیا سے آنے والے حملہ آوروں کی یلغار سے تنگ آ کر اس نے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور یہ قبیلہ گارہ اور نوشکی کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ پھر مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے یہ قبیلہ کابل کے گردونواح میں آباد ہو گئے اور وہاں بودوباش اختیار کر لی۔[۳]

کہتے ہیں کہ یوسف زئی مقام'' گاڑہ''(گرکویہ) اور نوشکی میں اور غوریاخیل مقر اور قرہ باغ میں آباد تھے۔ کسی وجہ سے دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ ہوئی اور غوریاخیل کی کامیابی کے بعد یوسفزئی بمعہ گگیانی، ترکلانی، محمد زئی، خلیل وغیرہ کے وہاں سے کوچ کر کے کابل

قندہار اور غزنی میں آباد ہو گئے۔ رفتہ رفتہ یوسفزئی قبیلہ کابل کے اردگرد بڑے رعب و دبدبے کے مالک بن گئے۔ پندرہویں صدی کے اواخر میں جب دہلی پر لودھی افغانوں کی حکومت تھی تو اس وقت یہ لوگ موجودہ افغانستان کے علاقوں کابل اور غزنی میں بڑے شان و شوکت سے رہتے تھے۔ بہلول لودھی حاکم ہندوستان نے کئی مرتبہ ان سے اپنے دشمنوں کے خلاف لڑنے کیلئے اعانت طلب کی تھی روایت ہے کہ اُن دنوں مرزا الغ بیگ شہزادہ ابوسعید بہادر تیموری کا بیٹا شکستہ حالت میں ماوراالنہر سے کابل آیا اور اس وقت ملک سلیمان شاہ بن ملک تاج الدین سے تعلق پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ یوسفزئی اور مغل ایک دوسرے کے قریب تر ہو گئے۔ کیونکہ ملک سلیمان شاہ نے الغ بیگ کی پرورش اپنے بیٹوں جیسی کی تھی۔[۴]

کہتے ہیں کہ ایک دن ملک سلیمان شاہ نے الغ بیگ کو اپنے زانو پر بٹھایا تھا کہ شیخ عثمانؒ جو کہ ایک صاحب کشف تھے انہوں نے ملک سلیمان کو الغ بیگ کے متعلق خبردار کر کے کہا کہ ایک دن یہ آپ کو قتل کروائیگا لیکن ملک سلیمان شاہ نے شیخ صاحب کی بات کو اتنی اہمیت نہ دی۔ ان کے خیال میں الغ بیگ ایک تیموری شہزادہ تھا اور جب بادشاہ بنے گا تو سلطنت میں یوسفزئی جاہ و حشمت کے مالک بن جائیں گے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پندرہویں صدی کے آخری دو عشروں میں ملک سلیمان شاہ اور الغ بیگ کے تعلقات بہت خراب ہو گئے تھے اور بات دشمنی تک پہنچ گئی تھی۔ انہی آیامِ عداوت میں یوسفزئی قبیلہ نے گگیانی اور مرزا کے متحدہ لشکر کو شکست دی تو بعض امراء نے مرزا الغ بیگ کو مشورہ دیا کہ یوسفزئیوں کو بزور شمشیر قابو میں لانا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہیں۔ لہٰذا اس کیساتھ صلح کی بات کرو اور یوں مرزا نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا۔

> میں نے آپ کے کردہ و ناکردہ اور دانستہ و غیر دانستہ تمام گناہوں کو اپنے خلوص و صفائے قلب سے معاف کر دیا۔ پس آپ لوگ آئیں اور صلح و آشتی کیساتھ یگانگت کے تعلقات کو ایک دوسرے کیساتھ پھر مستحکم کر دیں اور جس طرح پہلے اخلاص و محبت سے باہم زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح پھر زندگی گزاریں۔[۵]

چند دنوں بعد مرزا الغ بیگ نے دوسری بار بھی اپنی عذر خواہی پیش کی اور یوسفزئی

سرداروں کو کہا کہ میں نے آپ کیلئے شاہی ضیافت اور اعلیٰ خلعتوں کا فیصلہ کیا ہے لہٰذا آپ سب حاضر ہو جائیں۔ جب یہ خبر یوسفزئیوں کے کانوں تک پہنچی تو انہوں نے دربار میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا قبیلے کے سات سو مشہور و معروف معززین کابل کیلئے روانہ ہو گئے۔[۶] جونہی یوسفزئی سردار محل میں داخل ہوئے تو مرزا کے آدمیوں نے اُن سے کہا کہ مرزا نے حکم دیا ہے کہ کوئی بھی اسلحہ کیساتھ محل میں داخل نہ ہو۔ لہٰذا تمام یوسفزئیوں نے اسلحہ وہاں پر چھوڑ دیا۔[۷] اس وقت کے روایات کے رو سے بھی درباروں اور شاہی محلات میں معززین غیر مسلح حاضری دیتے تھے اور اپنا اسلحہ محل کے باہر جمع کرتے تھے۔

یہاں اس بات کی تشریح لازمی ہے کہ پختون روایات کی پاسداری کرتے ہوئے یوسفزئی قبیلہ نے جب بھی کسی کیساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے تو پھر اس پر مکمل طور پر یقین اور اعتماد کرتے تھے۔ حالانکہ اسلحہ چھوڑتے وقت شاید بعض سرداروں کے ذہن میں یہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ ہتھیار چھوڑنے کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ لیکن بزرگ سرداران قبیلہ نے مرزا الغ بیگ پر مکمل اعتماد کیا کیونکہ دوست کے علاقے میں شک و شبہ کی بات یوسفزئی قوم کے اصولوں کے منافی ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے بلا چوں و چرا اسلحہ مرزا کے آدمیوں کو حوالہ کر دیا۔

مرزا نے سارے ملک صاحبان پر شفقت فرمائی اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے تمام امراء کو حکم دیا کہ آپ ان تمام یوسفزئیوں کو اپنے محلات میں علیحدہ کر کے لے جاؤ اور ان کی بے مثال ضیافت کرو۔ لہٰذا مغل افراد ان تمام سات سو یوسفزئیوں کو اپنے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد منصوبے کے تحت مرزا نے اپنے تمام کارندوں کو ان یوسف زئی کے ہاتھ پیچھے سے باندھنے کا حکم دیا۔ لہٰذا تمام یوسفزئی سرداران جو اس وقت مغلوں کے تصرف میں تھے کو باندھ لیا اور ان سب کو دربار میں الغ بیگ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملک سلیمان شاہ کو اس لیے نہیں باندھا تھا کہ مرزا اس کا احسان مند تھا۔ کیونکہ تخت کابل پر قبضہ کرنے میں یوسفزیوں نے ان کو اپنے قبیلے کی لشکر اور کمک دے کر ان کی مدد کی تھی۔[۸]

ملک سلیمان شاہ کو آزاد ہاتھوں کیساتھ مرزا کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ حالات کی نزاکت کو بھانپ گئے اور مرزا کے اس سلوک پر کافی حیران اور پریشان تھے اور جب ان کو یقین ہو گیا کہ مرزا کسی بھی قیمت پر یوسفزئی سرداروں کی رہائی کیلئے تیار نہیں ہے اور ان کے قتل کرنے کے درپے ہیں تو اس نے تین گزارشات مرزا کے سامنے پیش کیے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- ان کی پہلی عرض یہ تھی کہ پختون سردار ہونے کے ناطے وہ کبھی بھی اپنے ساتھیوں کے قتل کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا ان کو سب سے پہلے قتل کیا جائے۔

۲- دوسری عرض یہ تھی کہ ملک احمد جو کہ اس وقت پندرہ سال کا نوخیز نوجوان تھا اور ملک سلیمان کا بھتیجا اور سیاسی جانشین تھا کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔

۳- اس واقعہ کے بعد پختونوں کیساتھ کوئی تعرض نہ کیا جائے اور یہ لوگ جہاں جانا چاہیں ان کو جانے دیا جائے۔

مرزا الغ بیگ جو کسی وقت میں ملک سلیمان شاہ کا بڑا احسان مند تھا۔ اس نے ملک سلیمان شاہ کے تینوں گزارشات قبول کیں۔ سب سے پہلے ان کو قتل کیا گیا اور پھر دوسرے پختون سرداروں کواسی طرح بے دردی سے قتل کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق یوسف زئی سردار ملک سلیمان شاہ کو گگیانی سرداروں حسن ابن چنگا اور شبلی ابن توری نے سب سے پہلے قتل کیا اور اس کے بعد مرزا کے جلادوں نے چاروں طرف سے تلواریں چلانی شروع کر دیں۔ مغلوں اور پختونوں کے تعلقات میں یہ واقعہ ان کی سیاسی رقابت کی سب سے بڑی وجہ بنی۔[۹] جو بعد میں چل کر ایک مستقل عداوت کی صورت اختیار کر گئی تھی۔

اس واقعہ کی اصل تاریخ پر بدقسمتی سے کسی مصنف نے اتنی توجہ نہیں دی لیکن اس واقعہ میں تقریباً سات سو یوسفزئیوں چیدہ چیدہ سردار مارے گئے۔تمام مقتولین کو کابل سے دو تین تیروں کے فاصلے پر مشرق اور شمال کے درمیان موضع سیاہ سنگ میں دفن کر دیا اور لوگ اس جگہ کو ''شہیدان یوسفزئی کا احاطہ'' یا ''مقبرہ شہیدانِ یوسفزئی'' کہتے ہیں۔[۱۰] مرزا الغ بیگ کاانتقال ۹۰۶ھ میں ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا مرزا عبدالرزاق تخت نشین ہوا۔ مرزا

الغ بیگ کے وقت میں یوسفزئی کے باقی ماندہ قوم نے کابل سے پشاور کے مضافات کو ہجرت کیا۔[۱۱]

ملک احمد خان یوسفزئی اور ریاست پختونخوا کا قیام

اس کے بعد ملک سلیمان شاہ کے فرمودات اور ہدایات کے مطابق ملک احمد کو یوسفزئی قبیلہ کا سردار مقرر کیا گیا اور ملک احمد نے مغلوں کے ان تمام ظلم و ستم کو دیکھا تھا اس لیے وہ جانتا تھا کہ الغ بیگ اور مغلوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کو اس وقت کی ضرورت کے مطابق ختم کر دینا چاہتے اس سیاسی اتحاد کی خاتمے کی ایک وجہ یہ تھی کہ کس طرح الغ بیگ نے اپنی مکاریوں سے یوسفزئی اور گگیانی قبائل کے درمیان اختلافات پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی طرح قبیلہ یوسفزئی کا کابل سے ہجرت کرنا اس وقت ضروری امر تھا۔ لہٰذا تمام قبیلہ ملک احمد کی قیادت میں پشاور پہنچ کر دلازاکوں سے اپنی رہائش کیلئے جگہ حاصل کرنے کی درخواست کی۔[۱۲] اس درخواست کے بعد دلازک نے یوسفزئیوں کو رہنے کیلئے جگہ دی اور یوسف زئی قبیلہ رفتہ رفتہ تمام دوآبہ، اشنغر اور آس پاس کے علاقے میں مقیم ہو گئے اور بہت جلد ملک احمد کی قیادت میں ایک مضبوط قبیلہ بن گیا۔

اسی دوران میں یوسفزیوں نے ملک احمد خان کی قیادت میں پہلے دلازاکوں کو پے درپے شکستیں دے کر علاقے سے بے دخل کر دیا۔ اور بعد میں سوات ملاکنڈ اور باجوڑ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ۱۵۲۰ کے اواخر تک ملک احمد خان نے باجوڑ سوات، بونیر اور پورے میدانی علاقے پر قبضہ کر کے ریاست پختونخوا کی بنیاد رکھی۔ وہ دس سال تک اسی علاقے کے حکمران رہے اور ۱۵۳۰ میں انتقال کر گئے۔ ان کا مقبرہ سوات میں تھانے کے مقام پر گل نرگس ڈھیرے میں واقع ہے آج بھی بہت سارے معتقدین ان کی قبر میں دعا کیلئے حاضری دیتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب بابر کابل میں قدم جمانے کے بعد ہندوستان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ لیکن ہندوستان کی مہمات سے پہلے ان کیلئے یہ لازمی تھا کہ سرحدی پختون قبائل کو مطیع کرے۔ ہندوستان میں مغل حکومت ۱۵۲۶ء میں شروع ہوتی ہے جب

ظہیرالدین محمد بابر نے پانی پت کے میدان میں ابراھیم لودھی کو شکست دی۔ لیکن اس جنگ سے پہلے بھی بابر نے کئی مہمات ہندوستان کیطرف بھیجے تھے۔ اولف کیرو لکھتا ہے کہ پٹھانوں کی میدانی یا پہاڑی علاقوں پر بابر کامران یا ہمایوں کے زمانہ میں کوئی مغل حکومت قائم نہ تھی یہ حکمران زیادہ سے زیادہ مشکل ترین راستوں کی حفاظت کرتے رہے یا قبائل کی حمایت اس وجہ سے حاصل کرنے کی کوشش ہوئی کہ وہ ان کے خاندانی جھگڑوں میں کام آ سکیں۔۱۳

بابر کو جب اپنے آبائی علاقے اور وسطی ایشیا کی تیموری ریاستوں میں ناکامی ہوئی۔ تو اس کی توجہ پہلے کابل اور پھر ہندوستان کیطرف مبذول ہوئی۔ کابل میں وہ مختلف افغان قبائل کے ساتھ نبرد آزما رہے پنجہ آزمائی کی اور اس طرح مختلف جگہوں پہ لوگوں کو شکست دے کر بابر نے چنگیز خان کی طرح ''کلہ مینار'' بنائی۔ سب سے پہلے اس نے قلعہ باجوڑ میں شدید خونریزی کرتے ہوئے مقتولین کے سروں سے منار بنوایا۔ اس طرح بنگش اور بنوں کے افغان قبائل سے اس طرح کا سلوک کیا۔۱۴

یہ حقیقت بابر پر واضح ہو چکی تھی کہ کابل اور (دریائے سندھ) کے درمیان رہنے والے افغانوں کو مطیع کرنا ان کی ہندوستان مہمات کیلئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بابر چاہتا تھا کہ ہند کے راستے کو محفوظ کرے۔ اسی غرض کیلئے اس نے پہلے ہی جنوبی پختون قبائل کا جائزہ لے رکھا تھا۔ اسی دفعہ شمالی پختون قبائل کی طرف متوجہ ہوا۔ جس میں سب سے اہم اور طاقتور قبیلہ یوسفزئی کا تھا۔ جو کہ بابر کے زمانے میں سوات اور مردان میں آباد تھے اور ایک مربوط نظام کے تحت ریاست پختونخوا میں گزر بسر کرتے تھے بابر نے اس پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔۱۵

بہر حال اسی زمانے میں پشاور، مردان، سوات اور باجوڑ کے علاقوں میں یوسفزئی قبیلے کا طوطی بول رہا تھا۔ پشاور میں دلازاک برسراقتدار تھے۔ جبکہ وادی پشاور اور اور سوات میں یوسف زئی قبیلہ اپنے سردار ملک احمد خان کی قیادت میں قابض اور متصرف تھے۔ دلازاک یوسفزئیوں کے طاقت سے خائف تھے۔ اس لیے یوسفزئیوں کے خلاف بابر کے کان بھرنے

شروع کر دیئے اور دلازک سردار اکثر ملک احمد کی طاقت کو بڑھاچڑھا کر بیان کرتے تھے تا کہ بابر کو اس کی طرف بدگمانی پیدا ہو جائے۔[۱۶]

بابر اور یوسفزئیوں کے درمیان گہرا تعلق تھا۔ جس کی تصدیق خود بابر کی تحریر سے ہوتی ہے اور خود یوسفزئیوں کی اپنی روایات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ بابر یوسفزئیوں پر بڑا مہربان تھا۔ لیکن دلازاک کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے بابر نے ملک احمد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور ملک احمد کو دربار میں بلایا۔ جونہی ملک احمد خان بابر کے دربار میں حاضر ہوا تو بابر نے تیر کمان میں ڈال کر ملک احمد کی طرف نشانہ لیا۔ ملک احمد کو جو کہ بہت سمجھدار تھا نے دربار میں سلامی کے بعد اپنے سینے کو کھول کر بابر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ بابر نے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی تو یوسفزئیوں کے سردار نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجھے مارنا چاہتے ہیں تو میں نے سینہ اس لیے کھول دیا کہ بادشاہ کا تیر خطا نہ ہو جائے یا میں بادشاہ کے وار سے بچ نہ جاؤں!۔ اس گفتگو سے بابر بہت خوش ہوا اور ملک احمد کو خلعت اور انعام و اکرام کے ساتھ واپس کر دیا۔[۱۷]

لیکن پھر بابر نے یوسفزئیوں کے علاقے پر حملہ کر دیا۔ اخون درویزہ کے کہنے کے مطابق اس حملے کی وجہ یہ تھی کہ ملک احمد نے بابر کے سلام کیلئے دوبارہ کابل جانے سے انکار کر دیا اور اپنی جگہ ملک شاہ منصور کو بھیج دیا تھا بابر اس بات پر ناراض ہو گیا اور یوسفزئیوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہ مہم اس وقت کسی وجہ سے مکمل نہ ہوا اور بابر واپس ہو گیا۔[۱۸]

لیکن ۱۵۱۹ء میں جب باہر کو ہر طرف سے اطمینان ہو گیا تو وہ پھر ہندوستان میں اور باجوڑ اور سوات کے یوسفزئیوں کو مطیع بنانے کیلئے آ گیا۔ باجوڑ کی قلعہ میں جنگ ہوئی اور بابر نے اس جنگ میں بارودی بندوق (میچ لاکس) استعمال کیا اور اس کی مدد سے جنگ جیت لی۔[۱۹] بابر کا اس لڑائی کے بعد سارے علاقے میں دھاک بیٹھ گئی اور کسی کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسی جنگ کے دوران اس نے یوسف زئی قبیلے کے ایک مشہور سردار ملک شاہ منصور کو اپنے ساتھ رکھا۔ اُن کو ساتھ رکھنے کا مقصد غالباً یہی تھا کہ اپنے پڑوس

میں یہ خونریزی دیکھ کر ان پر بھی مغلوں کا رعب بیٹھ جائے گا۔ باجوڑ سے بابر نے اپنے لشکر کیلئے کافی غلہ اور سامان رسد حاصل کیا اور پھر یہ علاقہ اپنے ایک سردار خواجہ کلاں کے حوالے کیا اور بابر غاخئی اور ناوا (ناواگئی) کے راستے باجوڑ میں وارد ہوا اب اس نے جندول سے ہوتے ہوئے دریائے پنجکوڑہ کو عبور کیا۔ **۲۰**

اس کے بعد بابر نے جشن منایا اور یہاں کی مقامی شراب ''جو'' سے بنا ہوا تھا سے لطف اندوز ہوا۔ وقفے کے دوران انہوں نے یوسفزئیوں کے سردار ملک شاہ منصور سے ملاقات کی جس نے بابر کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا ہے۔ اس کے بعد بابر نے ملک شاہ منصور کو انتہائی عزت کیساتھ رخصت کیا۔ یہاں پر بابر سواتیوں کے سردار سلطان اویس کے ساتھ بھی دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔**۲۱** سوات سے بابر بونیر کے سرحدی علاقوں سے ہوتے ہوئے یوسفزئیوں کے کیمپ کا ٹلنگ سے ہوتے ہوئے شہباز گڑھی پہنچ گیا اور شہباز قلندر کے مزار کو مسمار کر دیا اور اشغر تک کے علاقے فتح کیا۔ صوابی کے گاؤں یار حسین اور یعقوبی میں بابر نے گینڈوں کا شکار بھی کیا۔**۲۲**

یوسفزیوں سے سیاسی اتحاد کیلئے بابر نے جنگ کی بجائے رشتہ داری سے کام لیا چاہا۔ اس نے قبیلے کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور یوسفزئیوں کے سردار ملک شاہ منصور کی بیٹی بی بی مبارکہ سے شادی کی۔ اس سے پہلے بھی یوسفزئیوں اور مغلوں کے درمیان رشتے ہو چکے تھے۔ لیکن اس شادی سے بابر اور یوسفزئیوں کے درمیان تعلقات کافی حد تک ٹھیک ہو گئے تھے۔**۲۳** یہ شادی بابر نے سیاسی مصلحت کیلئے کی تھی۔ کیونکہ اس شادی سے مغلوں اور یوسفزیوں دونوں کو سیاسی فوائد ضرور حاصل ہو گئے۔

بی بی مبارکہ کی شادی جمعرات ۲۷ جنوری ۱۵۱۹ء کو ہوئی ملک شاہ منصور کے چھوٹے بھائی طاؤس خان نے دلہن کے وکیل کے فرائض انجام دیئے۔ مغل اور یوسفزئیوں میں اسی رشتے کی وجہ سے وقتی طور پر دوستی ہو گئی تھی اور بابر نے اس کے بعد یوسفزئیوں کے اندرونی معاملات میں کوئی دخل نہیں دیا۔**۲۴**

دریائے سندھ اور کوہ سلیمان کے درمیانی علاقوں میں یلغار کرنے کے بعد بابر کابل

کیطرف واپس ہوا۔ اسی دوران ملک شاہ منصور بن ملک سلیمان اور آٹھ یا دس یوسفزئی سردار کابل میں حاضری کیلئے پیش ہو گئے۔ یوسفزئی روایتی راستے یعنی سوات سے باجوڑ اور کُنڑ سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ بابر نے ان کو انعام و اکرام سے نوازا۔ خلعتیں عطاء کیں۔ اس کے بعد بابر ہندوستان کی مکمل سرکوبی کیلئے اپنی اگلی مہمات کیلئے روانہ ہوئے کیونکہ وہ تقریباً تمام اہم مقامات کو اپنے تسلط میں لے آیا تھا اور ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے مقام پر ابراھیم لودھی کو شکست دے کر مغل حکومت کی بنیاد رکھ دی ۔

حوالہ جات

۱- محمد قاسم فرشتہ، *تاریخ فرشتہ*، ترجمہ عبدالحی خواجہ، لاہور بک ٹالک، ۲۰۱۳ء، ص ص ۲۶۲-۲۲۵۔

2- S.M. Ikram, *History of Muslim Civilization in India and Pakistan* (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1982), p. 261.

۳- اللہ بخش یوسفی، یوسف زئی پٹھان، کراچی: محمد علی ایجوکیشنل سوسائٹی، ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۲۔

۴- پیر معظم شاہ، تواریخ حافظ رحمت خان، پشاور: پشتو اکیڈمی یونیورسٹی آف پشاور، ۱۹۷۷ء، ص ص ۷۴-۷۳۔

۵- روشن خان، یوسفزئی قوم کی سرگزشت، کراچی: روشن خان اینڈ کمپنی، ۱۹۸۶ء، ص ص ۶۸-۲۰۔

۶- بحوالہ سابقہ، پیر معظم شاہ، ص ۸۴۔

۷- ایضاً۔

۸- بحوالہ سابقہ، روشن خان، ص ص ۳۳-۳۲۔

۹- حمایت اللہ یعقوبی، پختونوں اور مغلوں کے سیاسی تنازع کے بنیادی عوامل اور محرکات، مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان اکتوبر ۲۰۱۱ء-مارچ ۲۰۱۲ء،ص ۲۷۔

۱۰- بحوالہ سابقہ، روشن خان، سرگزشت، ص ۳۴۔

۱۱- محمد حیات خان، *حیاتِ افغانی* (پشتو)،ترجمہ عبدالطیف طالب کابل : وزارت سرحدات، ۱۳۸۰ھ، ص ۱۰۸۔

۱۲- بحوالہ سابقہ،اللہ بخش یوسفی، ص ص۱۴۵-۱۴۴۔

۱۳- ایضاً۔

۱۴- بحوالہ سابقہ،پیر معظم شاہ،*تواریخ حافظ رحمت خانی*، ص ۲۲۶۔

۱۵- ایضاً۔
۱۶- محمد شفیع صابر، *تاریخ صوبہ سرحد*، یونیورسٹی بک ایجنسی،پشاور، ۱۹۸۶ء، ص ۲۶۶۔
۱۷- سید بہادر شاہ ظفر کاکا خیل، *پشتون تاریخ کے آئینے میں*، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۶۸۔
۱۸- ایضاً، ص ۲۶۹۔
۱۹- محمد شفیع صابر،ص ۲۶۵۔
۲۰- ایضاً،ص ۲۶۹۔
۲۱- ایچ ڈبلیو بلیو،*A General Report on the Yousafzais*، سنگ میل پبلیکیشن، لاہور، ص ص ۶۲-۶۱۔
۲۲- ایضاً۔
۲۳- محمد شفیع صابر،ص ۲۶۹۔
۲۴- ایضاً، ص ۲۷۰۔